بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہم انصاری نے یہ ناول(اگر اور جیتے رہتے از ماہم انصاری) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین(New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (اگر اور جیتے رہتے از ماہم انصاری) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین(New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ، سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

"اماں کیسی ہیں؟" اس نے چکن دھوتے ہوئے استفسار کیا۔ وہ کانوں میں ہیڈ فون لگائے فائز سے بات کرنے کے ساتھ ساتھ کھانے کی تیاری بھی کرتی جا رہی تھی۔ آج حامد چھٹی پر تھا اسے تنہا ہی کچن دیکھنا پڑ رہا تھا۔

"بہت بہتر ہیں اب" فائز کی آواز زویا کو کافی تھکی تھکی سی محسوس ہوئی۔

"اور آپ؟ آپ ٹھیک ہیں؟" وہ فکر مندی سے بولی۔

"ہاں! میں ٹھیک ہوں۔ مجھے کیا ہونا ہے؟" فائز کی آواز پر سکون تھی مگر زویا کو پھر بھی کچھ محسوس ہو رہا تھا۔ اتنے مہینوں میں وہ فائز میر کو اچھی طرح سمجھنے لگی تھی۔

"آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہیں" وہ چکن دھونا چھوڑ کے ڈائننگ میز کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"انہیں سب یاد آ گیا" فائز کا لہجہ ایک دفعہ پھر تھکن زدہ ہو گیا۔ وہ جانتا تھا وہ زویا سے سب کہہ سکتا ہے اور لاشعوری طور پر اس نے اسی لیے زویا کو کال کی تھی۔ وہ اپنا دکھ بانٹنا چاہتا تھا۔ وجدان بہترین دوست سہی مگر وہ اسے مزید پریشان نہیں کر سکتا تھا۔

"کیا؟ کیسے؟" وہ امید کے عین مطابق پریشان ہو گئی تھی۔ اسے ایک فیصد بھی امید نہیں تھی کہ فائز یہ کہے گا۔

"ٹرانس کے ذریعے" دوسری سمت موجود فائز نے تقریبا پانچویں سگریٹ کیس سے نکال کر سلگائی۔

"آپ انہیں اس لیے لے کر گئے تھے؟ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" وہ پریشانی سے ٹہلنے لگی۔

"ہاں! میں ضمیر پر بوجھ لیے مزید نہیں جی سکتا تھا۔ مجھے یہ کرنا ہی تھا۔ مجھے دکھ اس بات کا نہیں ہے کہ وہ مجھے معاف نہیں کر سکیں۔ مجھے کوئی پچھتاوا بھی نہیں ہے بلکہ میں پر سکون ہوں اس فیصلے سے۔ ویسے بھی میں نے معافی کی کوئی امید نہیں لگائی تھی۔ مجھے پریشانی صرف اس بات کی ہے کہ وہ کم از کم میرے ساتھ پاکستان واپس چلنے کو تو تیار ہوں مگر وہ تو میری شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں۔ میں کچھ بھی غلط ہونے سے پہلے تم سب کو محفوظ دیکھنا چاہتا ہوں" زویا نے اس کی بات سن کر چہرے کے گرد بکھری لٹوں کو پیچھے کیا۔ یہ اس کی خاص عادت تھی۔ جب اسے کوئی بات پسند نا آتی تو وہ یہی کرتی تھی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟ کیا آپ کو لگتا ہے کہ یہ سب جاننے کے بعد بھی وہ دوبارہ آپ کے ساتھ چل پڑیں گی؟ وہ تو اس گھر میں بھی نہیں رہیں گی اب اور کچھ غلط سے کیا مراد ہے؟ کیا اب بھی کچھ بچا ہے بتانے کو؟"

"زویا میں تمہیں یہ سب اس لیے نہیں بتا رہا کہ تم پریشان ہو جاؤ۔ میں جانتا ہوں میں تم پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔ تم اماں کو فون کرو۔ انہیں اپنے ساتھ رہنے پر راضی کرو۔ ان کا تم دونوں کے ساتھ ہونا میرے سکون کا باعث ہے۔ کم از کم میں اس فکر سے آزاد ہونا چاہتا ہوں" فائز نے اپنا دکھتا سر انگلیوں کی پوروں کی مدد سے دبایا۔

"کچھ اور بھی ہے جو آپ چھپا رہے ہیں؟" زویا جیسے اسے پڑھ رہی تھی۔ اس کے سوال پر فائز خاموش سا ہو گیا۔

"ہے نا؟" وہ تصدیق چاہ رہی تھی۔

"زویا ایسا کچھ نہیں ہے تم" ....

"فائز میر مجھے سچ سننا ہے" وہ تھک کر چیخ پڑی۔ اس کی پراسرار خاموشی زویا کو خوفزدہ کیے دے رہی تھی۔ اس کے ذہن میں عجیب سوچیں جنم لینے لگی تھیں۔

"پلیز مجھے بتائیں" اس دفعہ اس کی آواز دھیمی مگر نم تھی۔

"پرسوں میری سرجری ہے" فائز کے سینے سے ایک گہری سانس برآمد ہوئی۔ وہ زویا کو یہ بات نہیں بتانا چاہتا تھا مگر بتا رہا تھا۔

"کہاں؟" وہ کافی دیر بعد گویا ہوئی۔ اس دفعہ اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔

"پاکستان میں" فائز کی آواز ابھری۔ وہ چند لمحوں تک خاموش کھڑی رہی پھر کال بند کر کے قریب موجود کرسی پر ڈھے گئی۔ یہ خبر جان لیوا تھی۔ اگر اس لمحہ اس کے جسم کو درجن بھر گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا تو بھی شاید اسے اتنا درد محسوس نا ہوتا جتنا اب ہو رہا تھا۔ وہ کچھ دیر سکتے کے عالم میں کرسی پر بیٹھی ایک نقطے کو گھورتی رہی پھر جیسے ٹوٹ کر رو دی تھی۔ اس نے زندگی میں بہت کچھ کھویا تھا۔ والدین، گھر، رشتے۔ وہ فائز میر کو نہیں کھو سکتی تھی۔ زویا اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔

****

"اماں پلیز آپ فائز کے ساتھ گھر لوٹ آئیں" وہ انہیں فون پر راضی کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"زویا میں اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی اور تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟ وہ میری معصوم جوان بچی کا قاتل ہے۔ اس نے میرے اعتبار کا خون کیا ہے۔ میں ایک پل بھی اس کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتی" ان کے لہجے سے نفرت صاف ظاہر تھی۔

"اماں! یہ سچ ہے وہ گناہ گار ہیں مگر میرا تو کوئی قصور نہیں ہے نا؟ مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ حماد کو آپ کی ضرورت ہے۔ پلیز آپ واپس آ جائیں" اس کی آواز میں ایک دفعہ پھر آنسوؤں کی نمی شامل ہونے لگی تھی۔

New Era Magazine

"زویامیں بھی یہاں رہنا نہیں چاہتی۔میں وجدان سے کہہ کر واپسی کی کوشش کرتی ہوں مگر میں اس گھر میں نہیں رہوں گی۔میر ااپنا گھر موجود ہے" وہ کہہ رہی تھیں جبکہ زویا کھڑکی کے شیشے سے نیچے گیٹ پر موجود چوکیدار سے باتیں کرتے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

"عیان!"اس کے لب بے آواز ہلے تھے۔اسی لمحہ اس نے عیان کو بندوق نکالتے دیکھا تھا۔وہ چوکیدار کو دھمکانے والے انداز میں کچھ اشارہ کر رہا تھا۔زویا اتنے فاصلے سے ان کے بیچ ہونے والی گفتگو نہیں سن سکتی تھی۔

"اماں!اماں!وہ.....کک....کوئی ہمارے گھر میں گھسنے کی کوشش کر رہا ہے"اس کے اوسان خطا ہونے لگے تھے۔عیان کے ساتھ دو لڑکے اور ایک بوڑھا شخص تھا جس کو وہ اچھی طرح پہچانتی تھی۔یہ ان کے گاؤں کے مولوی صاحب تھے۔شاید انہیں بھی وہ ڈرا دھمکا کر یہاں لایا تھا۔وہ مولوی صاحب کو اس کے ساتھ دیکھ کر فوراہی عیان کے ارادے بھانپ گئی۔عیان کے ساتھ موجود لڑکوں میں سے ایک نے چوکیدار پر حملہ کیا اور وہ ایک ہی حملے میں ڈھیر ہو گیا۔

"کیا؟کیا کہہ رہی ہو؟"فون کے دوسری سمت موجود خالدہ بیگم کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

"ہاں وہ..انہوں نے چوکیدار کو بیہوش کر دیا ہے اور اب وہ اندر بڑھ رہے ہیں۔

مم......میں کیا کروں؟" وہ بیچینی سے پورے کمرے کا چکر کاٹنے لگی۔ صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔اس وقت حماد اسکول میں ہوتا تھا۔خود زویا نے آج چھٹی کی تھی۔حامد بھی تین دنوں سے چھٹی پر تھا۔اس وقت صرف وہ اور چوکیدار ہی تھے۔

"اماں؟ میں کیا کروں؟ مجھے خوف آرہا ہے" اس نے ماتھے پر آیا پسینہ اپنے سفید دوپٹے سے صاف کیا۔

"میں....میں فائز کو فون کرتی ہوں" خالدہ بیگم کو اس مشکل وقت میں بھی صرف اسی کا خیال آیا تھا۔کیسا شخص تھا۔ان کا مرض بھی وہی تھا اور دوا بھی۔

"اماں میں........" زویا نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر رابطہ منقطع ہو گیا۔وہ فون ہاتھوں میں دبوچے دروازے کی سمت بڑھی۔نیچے سے شور کی آوازیں آرہی تھیں جس کا مطلب تھا وہ اندر آچکے ہیں۔

"وہاں اس کمرے میں دیکھو۔وہ یہیں کہیں ہو گی" عیان کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔اس کا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا۔وہ عجلت میں چٹخنی چڑھا کر کھڑکی کی سمت بھاگی۔یہاں سے زمین کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔وہ کود نہیں سکتی تھی۔اس نے دور

گیٹ کے قریب بیہوش پڑے چوکیدار کو دیکھا۔ باہر موجود سیڑھیوں پر قدموں کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ اس نے کانپتی انگلیوں سے فائز کا نمبر ملایا۔

وہ ابھی ابھی وجدان کے ساتھ اس کے دوست کے نکاح میں پہنچا تھا جب اس کا فون بج اٹھا۔ اسکرین پر زویا کا نام چمک رہا تھا۔ فائز نے چند لمحوں کے لیے سوچا پھر فون بند کر کے دوبارہ اپنے سفید کرتے کی جیب میں ڈال دیا۔

اس کے کال رسیو نا کرنے پر زویا دوبارہ کوشش کرنے لگی۔ باہر سے آتی قدموں کی دھمک اسے اپنے دل پر محسوس ہو رہی تھی۔ بیل جاتی رہی مگر اس دفعہ بھی رابطہ نا ہو سکا تھا۔ اس نے دروازے کے نیچے موجود درز سے باہر ابھرتی پرچھائیں کو دیکھا۔ آنسو تیزی سے اس کے گالوں کو بھگونے لگے۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی عیان کس مقصد سے یہاں آیا ہے۔ زویا ایک بار اس کے ہاتھ لگ جاتی پھر کبھی اس سے بچ نہیں سکتی تھی۔ وہ تیزی سے اٹیچ باتھ روم کی سمت بھاگی۔ دروازہ لاک کر کے اس نے واٹس ایپ اوپن کیا۔ انگلیاں اس قدر کانپ رہی تھیں کہ میسج ٹائپ کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ اس نے مختصر ترین الفاظ میں فائز کو عیان اور اس کے ارادے کے بارے میں آگاہ کر کے مدد کے لیے کہا تھا۔

"زویا! دروازہ کھولو۔ مجھے پتا ہے تم اندر ہی ہو" عیان کی کڑک آواز اس کی رہی سہی ہمت بھی نچوڑ گئی تھی۔ اسی پل زویا کا فون بج اٹھا۔ اسکرین پر فائز کا نام چمکتا دیکھ کر اسے لگا جیسے اچانک تاریک آسمان پر چھائے بادلوں کے پیچھے سے چاند برآمد ہو گیا ہو۔ اس نے تیزی سے یس پر ٹیپ کیا۔

"تم ٹھیک ہو؟" اس کی آواز میں پریشانی بہت نمایاں تھی۔

"میں..اب تک تو ٹھیک ہوں" اس کی آواز نے جیسے زویا کے جسم میں نئی توانائی پھونک دی تھی البتہ دل اب بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"کہاں ہو اس وقت؟ اور وہ لوگ کہاں ہیں؟" اس نے استفسار کیا۔

"میں اپنے کمرے میں موجود اٹیچ باتھ میں ہوں اور وہ لوگ دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں" وہ دروازے سے پشت ٹکائے بیٹھ گئی۔

"تم باتھ روم میں موجود کھڑکی کے ذریعے چھت پر نکلنے کی کوشش کرو۔ تب تک میں نکاح کے انتظامات کرتا ہوں" اسپیکر سے ابھرنے والی آواز نے اسے ساکت کر دیا۔

"نکاح؟" اس نے حیرت سے سوال کیا۔

"یہی ایک راستہ ہے زویا! اگر اس کا مقصد یہی ہے تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اگر ہم نے ابھی یہ نا کیا تو تمہارے اندازے کے مطابق اس کے ساتھ موجود مولوی تمہارا

نکاح عیان سے پڑھوادے گا اور پھر تمہیں میں تو کیا کوئی بچا نہیں سکے گا۔بغیر ایک منٹ کی دیر کیے تم نکلنے کی کوشش کرو۔وہاں سے چھت پر چڑھنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔میں کال کرتا ہوں تمہیں"اس نے اپنی بات کہہ کر فون بند کر دیا۔زویا چند لمحوں تک تو خالی الذہنی کی حالت میں بیٹھی رہی پھر تیزی سے اٹھ کر کھڑکی کی سمت لپکی۔وہاں سے چھت کا زیادہ فاصلہ نہیں تھا مگر یہ فاصلہ بھی اس کے لیے بہت تھا۔وہ تو دو سیڑھیوں سے کودتے ہوئے بھی خوف کھاتی تھی۔

"زویا! تم یہ کر سکتی ہو"اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لیتے ہوئے خود کو یقین دلایا پھر کھڑکی کے دونوں پٹ کھول کر نیچے جھانکا۔باہر سے آنے والے شور کی آوازیں بڑھتی جا رہی تھی۔اس نے فون پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے دل ہی دل میں بسم اللہ پڑھا پھر ایک پاؤں کھڑکی پر رکھ کر کھڑکی کے اوپر موجود چھجا تھام کر دوسرا پاؤں اس پر رکھنا چاہا مگر مارے خوف کے پاؤں اس قدر کانپ رہے تھے کہ کھڑکی پر پیر جمانا مشکل ہو رہا تھا۔وہ دونوں پاؤں کھڑکی پر رکھے چھجا تھام کر آنکھیں بند کیے آیت الکرسی پڑھنے لگی۔اسی پل کسی نے باتھروم کے دروازے کو دھکا دیا۔اس نے خوفزدہ نظروں سے دروازے کو دیکھا۔

New Era Magazine

"ایک دفعہ اور۔ کم از کم مجھے یہ افسوس تو نہیں ہو گا کہ میں نے کوشش نہیں کی" اس نے ایک دفعہ پھر اپنی ہمت بندھاتے ہوئے کہنی کے بل اوپر اٹھنے کی کوشش کی اور پھر دایاں پاؤں چھجے پر رکھ کر اس پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئی۔ اوپر چڑھ کر بے اختیار اس کے سینے سے ایک گہرا سانس خارج ہوا۔ اسی پل اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور اس نے چھجے پر لیٹ کر بہت آہستگی سے باتھ روم کی کھڑکی بند کر دی۔ اب اسے چھت پر چڑھنا تھا۔ زویا نے سر اٹھا کر چھت کی منڈیر کو دیکھا۔ ذرا سی محنت کے بعد وہ چھت تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ ہاتھوں اور کہنیوں پر خراشوں کے علاوہ کوئی زیادہ چوٹ نہیں آئی تھی۔ اسی پل اس کا فون دوبارہ بج اٹھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ ایک دفعہ پھر وہی سوال دہرا رہا تھا۔ اس مشکل وقت میں بھی اس کا فکر مند لہجہ زویا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لے آیا۔ اسے صرف یہی تو درکار تھا۔

"اب تک" اس دفعہ بھی زویا کا وہی جواب تھا۔

"میں اسپیکر آن کر رہا ہوں"

"مگر میرا نکاح کس سے......؟" زویا کا سوال اس کے منہ میں ہی رہ گیا۔ نکاح خواں کی آواز نے اسے خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ خاموشی سے ان کی بات سننے لگی۔ اداسی بری طرح اسے اپنی لپیٹ میں لیے لے رہی تھی۔ اس نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا

کہ وہ فائزمیر کو پاسکے گی مگر اس نے یہ بھی کبھی نہیں سوچا تھا کہ اتنی جلدی وہ اس سے چھین لیا جائے گا۔ جنہیں کبھی پایا نا ہوا نہیں کھو دینے کا دکھ بھی عجیب ہوتا ہے۔

اسی پل جیسے کسی نے اسے جھنجھوڑا تھا۔ وہ فائزمیر کا نام تھا جو اس کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔ حیرت تھی؟ خوشی تھی؟ بے یقینی تھی یا کوئی اور احساس؟ وہ سمجھ نا سکی۔ نکاح خواں اب زویا سے اقرار چاہ رہا تھا اور وہ تو نا جانے کب سے اقرار کیے بیٹھی تھی۔

"قبول ہے" اثبات میں جواب دیتے ہوئے بھی وہ بے یقین تھی۔ کیا یہ اس کے صبر کا صلہ تھا؟ تمام کارروائیاں پوری ہونے کے بعد ایک دفعہ پھر اسپیکر سے فائز کی آواز ابھری۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ تیسری دفعہ تصدیق چاہ رہا تھا۔ زویا کے خم دار ہونٹ خوبصورت انداز میں مسکرا دیے۔

"ہمیشہ سے زیادہ" اس کے جواب نے فائز کو ایل پل کے لیے خاموش کیا تھا

****

(جاری ہے)

****

نوٹ

اگر اور جیتے رہتے پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

New Era Magazine